سید محمد یونس بخاری

میں کیوں سوگوار ہوں؟
ایک نیک طینت آدمی کا نثری مرثیہ

اکتوبر ۱۹۹۶ء میں لاہور کے جناح ہال میں "سید ابوذر بخاری سیمینار" میں شرکت کا موقع ملا۔ دور و نزدیک سے بڑی تعداد میں لوگ اپنی عقیدتوں، ارادتوں اور محبتوں کے گلہائے رنگا رنگ لئے حاضر تھے۔ سٹیج پر سید عطاء المحسن بخاری، مولانا مجاہد الحسینی، چودھری ثناء اللہ بھٹہ اور پروفیسر خالد شبیر احمد براجمان تھے۔ مگر میری آنکھیں وحشت زدہ سی تھیں...... دل بے ترتیب.... تیزی سے دھڑک رہا تھا...... نگاہیں کسی کی تلاش میں لرزاں و ترساں... مگر وہ نہیں تھا۔ وہ بہت دور جا چکا تھا۔ کبھی لوٹ کر نہ آنے کے لئے..... چپ چاپ...... نہایت خاموشی کے ساتھ وہ اس خارزار جہاں سے گزر گیا..... وہ شخص.... میانہ قد و قامت، گلاب چہرہ..... سفید شلوار قمیض میں ملبوس، حسنِ فطرت کا پیکر، پارہ صفت حیاتِ مستعار کا سفر، پل میں یہاں پل میں وہاں خوش جمال، خوش اطوار، بلند افکار، سوچ عالمانہ، حکمت و تدبر اس کا اوڑھنا بچھونا..... بڑوں میں بڑا عالم..... نہایت ممتاز و منفرد..... چھوٹوں میں چھوٹا، ملائم و معصوم..... بہت ہی سچی بات ہے۔ وہ خلوتوں میں حقیقتوں کو تلاشتا تو جلوتوں میں فلاحِ امت تراشتا، صحنِ چمن میں نور کا ہالہ اور عرفان و آگہی کا ہمالہ..... حبِ اصحاب محمد ﷺ سے مستنیر یعنی موجہ عشقِ رسالت کا نخچیر..... وہ بزم اہل دل کی شمعِ حبیب اور متلاشیانِ حق کے لئے کامل طبیب..... اس مجموعہ صفات کا نام نامی حافظ سید عطاء المنعم رحمۃ اللہ علیہ ہے (وہ سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کے نام سے معروف تھے)..... برصغیر پاک و ہند کے جید عالم دین، ممتاز و شاعر ادیب، شعلہ نوا خطیب اور جدوجہد آزادی کے جری راہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند اکبر اور جانشین..... خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ خیر المدارس سے زیور علم و حکم سے سرفراز ہونیوالی ہمہ جہت شخصیت دیکھ کر زبان سے بے ساختہ نکلے،

"ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی"

وہ صرف متبحر عالم دین ہی نہ تھے بلکہ دنیا بھر کی سائنسی معلومات، ثقافتی اصطلاحات، تاریخی حالات و واقعات، جغرافیائی کیفیات و تفصیلات اور عمرانی تشریحات و تصریحات پر انکی گہری نظر تھی..... قدرت نے بلا کا حافظہ ودیعت کر رکھا تھا..... کسی موضوع گفتگو پر حوالہ جات بڑی برجستگی سے پیش کرتے یہاں تک کہ کتاب، رسالہ یا اخبار کی تاریخ اشاعت، صفحہ اور سطر تک بتا دیتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی متنفس نہیں۔ ٹرت پھرت کتب خانہ ہے۔ اسلامی تاریخ کے گہرے پانیوں کی غواصی ان کا محبوب مشغلہ تھا تو تحقیق و جستجو کے نام پر تلبیسات کا انبار لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنے والوں کا تعاقب ان کا نصب العین..... جو شخص ملک

سے کبھی باہر نہ گیا ہو اور وہ آپ کو گھر بیٹھے نو صدیاں پہلے اور آج کے ہسپانیہ کی سیر کرا دے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ہر دور میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں مشہور عمارات اور نامشہور مقامات میں نت نئے حک و اضافہ سے آگاہ کر دے..... جن کی ہمہ نوعی معلومات کا دریائے مواج ناپید اکار ہوا سے کس نام سے یاد کیا جا سکتا ہے..... ظاہر ہے سید ابوذر بخاری ہی کہیں گے کہ ان سا کوئی اور دیکھنے کو نہیں ملا..... تقریر کرے تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دے۔ مجھے صحیح یاد نہیں۔ لاہور کا موچی دروازہ تھا یا ملتان کا قاسم باغ..... سیرت طیبہ ﷺ پر بہت بڑا جلسہ تھا..... ہر مکتب فکر کے علماء اور ہر طبقہ و مشرب کے زعماء موجود تھے..... سید ابوذر بخاری تقریر کر رہے تھے۔

"عزیزانِ چمن، کامیاب وہ ہے جس نے اپنا مشن نہیں چھوڑا، جو حق کے لیے جان دے دے مگر غداروں، جفا کاروں سے روشناسی کے لئے قوم کو بروقت بیدار کر دے۔ جو نونہالان وطن کو حقیقت کی راہ سُجھائے اور قومی معاشرہ کو تباہی سے بچانے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ دے۔ جو، تاجدارِ ختم نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت، آخری بین الاقوامی اور بین الافاقی قانون کے ساتھ مرتے دم تک غیر مشروط وابستگی رکھے۔

وہ کامیاب نہیں جو قوم کا خون بہا دے، عزتیں لٹوا دے، اموال تباہ کر دے۔ جو اسلام کا نام لے کر جمہوریت، اشتراکیت، مارکس ازم اور فاشزم ،یہودیت و سبائیت اور مرزائیت کے لئے چور دروازے کھولے اور اسلامی آئین میں تحریف و منافقت کی نقب لگائے۔ ایسا شخص کائنات کا، مسلمانوں کا، اسلام کا اور اس ملک کا بدترین دشمن ہے۔"

ان جملوں پر بہت سے لوگ تملا رہے تھے۔ ظاہراً کئی بڑی اور باطناً بہت چھوٹی جبینیں شکن آلود ہو رہی تھیں..... لبرل ازم کے دلدادگان پریشان حال تھے۔ کئی ایک لیڈر رُسوا کن پچھتاوے میں مبتلا کہ یہاں کیوں آ گئے۔ مگر شاہ جی قدیم و جدید تقاضوں کے باوصف اسلام کی ابدی اور انمٹ سچائیوں کے ساتھ اپنی بے پناہ لگن کا برملا اظہار کر رہے تھے۔ ہزاروں لوگ انگشت بدنداں تھے کہ مولانا بھی ایسی گفتگو کر سکتے ہیں۔ انہیں کیا خبر..... یہ کوئی پروفیشنل مولوی یا پیر تو تھے نہیں کہ مالکونس اور بھیرویں میں الاپتے اور مسحور کن کیفیت پیدا کرتے..... وہ تو فرزند بطل حریت تھے جن کے اخلاص کی برکت اور ربّ العزت کی بے پایاں رحمت و عنایات کا اعجاز تھا کہ لوگ ورطۂ حیرت میں گم سم بیٹھے تھے۔ یہ سیّد السادات بول رہے تھے اور سامعین ہمہ تن گوش۔

"میرا وجدان گواہی دیتا ہے، میں انشراح صدر کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمان خوابِ غفلت سے نہ جاگا تو ذلیل و خوار ہو گا۔ اللہ کے وعدے کبھی ناکام نہیں ہو سکتے۔ اس کی پیش گوئیاں کبھی ناتمام نہیں رہتیں۔ اسکے پیغمبر کے ارشادات کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی آیات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ قرآن کے ماننے والوں اور علمبرداروں کا کبھی بال بیکا نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی موت، یہ اگر شکست کی دلیل ہے تو ہزاروں

انبیاء شہید ہوگئے اور اپنا ایک امتی بھی پیدا نہ کر سکے تو معلوم ہوا کہ اقتدار کے سنگھاسن پر بیرونی حکومتوں کی سازشوں میں شریک ہو کر، سفارت خانوں سے حاصل کردہ سرمائے کو مانند آب بہا کر یا کوئی اور ناٹک رچا کر، برسر اقتدار آجانا حق کی علامت نہیں، کامیابی نہیں..... یہ وقتی سیاست کی شعبدہ بازی یا ایکٹروں کا کھیل ہے اور بس۔"

یہ تھا فکر بوذری کا نمونہ مشتے از خروارے۔ آئیے ان کی شاعری کا رخ کرتے ہیں۔ آج لوگ اپنے ناپسندیدہ افراد یا حکومتوں کے خلاف لکھتے اور شعر کہتے ہیں تو اسے مزاحمتی ادب کا نام دے دیتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ مزاحمتی ادب تو وہ ہے جس کے ذریعہ کسی قوم، معاشرے، حکومت، شخصیت یا سیاسی جماعت کے غلط افکار و نظریات کا بطلان کیا جائے، عوام الناس کو ان سے بچنے کی راہ دکھائی جائے، یا کسی ملمع ساز کے منافقانہ روپ کا سرعام پوسٹمارٹم کیا جائے تاکہ لوگ سچ اور جھوٹ، غلط اور صحیح کی پہچان کر سکیں۔ سید صاحب نے ہر ہر صنف میں طبع آزمائی کی مگر مزاحمت کا انداز قابل غور ہے۔

میں اگر زیغ تفکر کا گلہ کرتا ہوں
تم دلیلوں کے غبارے مجھے لا دیتے ہو
میرے معتوب سے ماحول کو مذہب کے عوض
کتنی تلبیس سے پیمانِ وفا دیتے ہو
میں اگر حکمت و الہام کا دیتا ہوں سبق
تم اسے جہل کے پردوں میں چھپا دیتے ہو
الغرض دیں ہو، سیاست ہو، معیشت یا معاد
ساری دولت کو شکم پر ہی لٹا دیتے ہو
میں تو پھر ایک مؤثر پہ ہی رکھتا ہوں یقیں
تم فقط مادہ کو معبود بنا دیتے ہو
تم مساوات و اُخوت کا امیں بن کر بھی
بغض و تفریق کا اک جال بچھا دیتے ہو

بات دور نکل گئی..... میں بات کر رہا تھا بیاد ابوذر بخاری سیمینار کی۔ بڑے بڑے دانشور مدعو کیے گئے تھے۔ کچھ حضرت کے ہمدرس و ہم جماعت بھی تھے مگر اس محفل میں ان کا وجود عنقا تھا۔ کچھ بھی ہو جانے سید صاحب تو ٹھہرے مولانا کے مولانا..... کوئی "آرٹسٹ" تو تھے نہیں کہ یہ "نابغے" اس "نادرہ روزگار" کو "خراج" پیش کرنے آتے..... اسے "سرمایۂ زیست" قرار دیتے اور اس کے "فن" پر "رنگین" کالم لکھ کر احول کی "سنگینی" میں اضافے کا باعث بنتے۔ دراصل میں بھول گیا تھا۔ مجھے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ مولانا قسم کی

کوئی شخصیت بھی علم و ادب اور تاریخ و ثقافت کی گتھیاں سلجھانے کی متحمل ہو ہی نہیں سکتی..... یوں بھی تحقین کوئی "آرٹ" تو نہیں کہ اس پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے جائیں..... نہ ہی یہ ہماری "ثقافت" کا حصہ ہے کہ اس پر صدائے آفریں بلند کی جائے..... یہ کتابوں کی ورق گردیزی ہے "اعضا کی شاعری" تو نہیں کہ حضرت جوش کی نظموں کے چنیدہ اشعار کو ذریعۂ تعریف بنایا جائے..... کتابیں پڑھنا کوئی بڑی بات نہیں..... یہ تو ہمارے بچے روزانہ تعلیمی اداروں یا "اپنے اداروں" میں پڑھتے ہیں۔ ارے ہاں! میں تو یہ بھی بھول گیا تھا کہ جب ملتان میں ٹھیک ایک برس پیشتر جانشینِ امیر شریعت، درویش ابن درویش کا جنازہ اٹھا تو اخبارات نے سہواً یا عمداً ان کی خبرِ وفات کا "بلیک آؤٹ" اور اخبار نویسوں نے شدید بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا تھا۔ شاید کسی ایک آدھ اخبار میں غالباً کسی اندرونی صفحہ پر تین لائنوں کی ایک کالمی خبر تھی۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر "اس بازار" کی کوئی "فنکارہ یا فنکار" اس کارگہہ ہستی سے آخرت کو سدھارتا تو سیاہ حاشیہ آرائی کے ساتھ آدھے صفحے کی تصویر اور خبر چھپتی، اداریے شذرے بھی لکھے جاتے۔ پھر کئی روز بعد تک کالم نویس مرثیہ نما کالموں کی لائن لگائے رکھتے۔ مگر..... واحسرتا..... میں بھول گیا تھا..... اپنے ماحول کی کثافتوں کو ..... میں علم و حکمت اور عالم و دانشور کی قدر و منزلت اور ایک "آرٹسٹ" میں تمیز نہیں کر سکا۔ میں بھول گیا تھا کہ "اقدار" تبدیل ہو چکی ہیں..... میں بھول گیا تھا کہ "آرٹ" زندگی ہے۔ اور "آرٹسٹ" اس کا عکاس..... میں بھول گیا تھا کہ میرے عہد کا ہر فرد، فنکار، لکھاری، خطیب، ادیب، دانشور، کالم نگار ایک عدد "بیٹ" بھی رکھتے ہیں۔ وہ ہر فنکشن اسی حوالے سے دیکھتے ناپتے اور تولتے ہیں..... دوستدارانِ عزیز میں اپنی اس فرد گذاشت پر نادم نہیں..... سوگوار ہوں..... دل سے ہوک سی اٹھتی ہے۔

کاش مرے جیون کے بدلے لوٹ سکیں وہ لوگ

(بشکریہ ہفت روزہ "زندگی"، لاہور ۱۱ دسمبر ۱۹۹۶ء)

باذوق قارئین کے مطالعہ کے لیئے بہترین کتابیں

ھڈالی ضلع خوشاب میں

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کا تازہ شمارہ

مجلس احرار اسلام کا تمام لٹریچر

علماء کرام کی تقاریر کے کیسٹ اور ہر قسم کی علمی، تاریخی اور ادبی کتابوں کا مرکز

مولوی محمد قاسم مکتبہ رحمانیہ نزد مین بازار ھڈالی ضلع خوشاب